ذیلی مبحث 1[1]

نسلی اکائیوں اور علاقائی رہن سہن کا تحفظ

”جماعۃ المسلمین“ بہ موازنہ ’ماڈرن سٹیٹ‘

”خلافت“ کے خلاف ایک بد دیانت پراپیگنڈہ، اور اس کا بطلان:

”قبیلوں“ اور ”شاخوں“ (شعوب)، نیز زبانوں اور اقالیم (طبعی خطوں) کا لحاظ کیا جانا شریعت کے بے شمار شواہد سے ثابت ہے۔

علاقائی رہن سہن کا تحفظ ہماری ”الجماعۃ“ کی تاریخ میں ایک معلوم حقیقت ہے۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ”جماعۃ المسلمین“ اپنی فطرت اور مزاج میں ایک ایسی خوبصورت، رحمدل اور مسحور کن وحدت ہے کہ وہ سب مصائب جو ’نیشن سٹیٹ‘ والی وحدت پیدا کر کے دیتی ہے یہاں کبھی پیش ہی نہیں آئے۔

البتہ داعیانِ ’نیشن سٹیٹ‘ کو کیا سوجھی، جس چیز (طبعی رشتوں اور علاقائی رہن سہن) کو قتل کرتے کرتے آج یہ ناپید کر دینے کے قریب ہیں اُس کے تحفظ کا واسطہ دے کر یہ اپنی اس بے رحم ’ماڈرن سٹیٹ‘ کے کیس کو ثابت اور ہماری ”خلافت“ کو ناثابت کرنے لگے! یہ ایک الٹی گنگا ہے جسے ہمارے بہت سے لوگ سمجھنے سے قاصر ہو رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے اس میدان میں بھی ہمارا ہی پلڑا بھاری ہے؛ بلکہ فریقِ مخالف اِسی ایک پوائنٹ پر ہم سے مات کھا سکتا ہے۔ یہ نہ صرف انسانیت بلکہ انسانی رشتوں اور انسانی جذبوں کے بھی قاتل ہیں؛ البتہ دجل میں ان کا جواب نہیں۔

اسی کیس کو ’مذہبی‘ سپورٹ دینے کے لیے ”المورد“ کے مفتیانِ کرام ٹی وی چینلز پر طریقے طریقے سے اپنا وہ مدعا بیان کرنے لگے ہوتے ہیں کہ: اصل فساد مملکتِ پاکستان کے اُس خمیر اور اُس فارمولے میں ہے جو ”دین“ کو ”مملکت“ کی بنیاد بنانے سے اٹھایا گیا تھا؛ اور پھر

---

[1] بہ سلسلہ تعلیق 12 ”آسمانی شریعت نہ کہ سوشل کونٹریکٹ“ حاشیہ ”ح“ (دیکھئے گزشتہ شمارہ ص128)

'بنگلہ دیش' کی مثال کو گھما گھما کر اپنے دعوے کے حق میں 'دلیلِ قطعی' کے طور پر پیش کرتے ہیں! اس پر؛ ان کا ٹیپ کا مصرع یہ ہوتا ہے کہ 'ریاست' کی بنیاد تو زبان اور علاقائی رہن سہن وغیرہ ہی ہو سکتا ہے؛ اس کی بنیاد 'مذہب' کو بنانا تو سراسر نادانی ہے؛ شریعت نے کب یہ کہا ہے کہ ریاست کی بنیاد 'مذہب' ہو؟!

پھر یہاں سے ان کا رخ "خلافت" کی طرف ہو جاتا ہے جو کہ ان کی نظر میں اور بھی بڑی دیوانگی ہے؛ بار بار سوال اٹھاتے ہیں کہ کیسے آپ مراکش سے انڈونیشیا تک کو ایک کر لیں گے جہاں درجنوں زبانیں اور ڈھیروں کلچر ہیں! ('درجنوں زبانوں اور ڈھیروں کلچرز' کو 'ایک ریاست' کی قید ڈالنے پر کاش ہماری "خلافت" یا "پاکستان کے فارمولے"[2] کو معاف کر کے فی الحال اِن حضرات کا رخ "بھارت" کی طرف ہو جائے جہاں ملک کے ایک طرف کا باشندہ دوسری طرف کے باشندے کی بات سمجھ تک نہیں سکتا؛ لیکن یہ تسلسل کے ساتھ "پاکستان" اور "خلافت" ہی کو اپنی مشقِ سخن کے لیے منتخب فرماتے ہیں! البتہ 'ذہانت' سے کام لیتے ہوئے 'بنگالیوں' کی مثال دینے کے بعد اپنی بات 'نامکمل' چھوڑ دیتے ہیں! ظاہر ہے بلوچ کو پنجابی سے جوڑنے والی کوئی گوند 'مذہب' سے بڑھ کر مضبوط نہیں ہے؛ اس گوند کا استعمال متروک ٹھہرا دیں تو یہ رشتہ خود ہی قابل ترس ہو جاتا ہے)۔[3]

*****

---

[2] نظریۂ پاکستان کی یہ بنیاد بلاشبہ قابلِ ستائش ہے کہ قومیں "ادیان" سے بنتی ہیں نہ کہ 'اوطان' سے؛ اور بنیادی طور پر یہ دنیا میں "خلافت" اور "دار الاسلام" کا روٹ ہے۔ کاش آگے چل کر اس کو 'ماڈرن نیشن' کے تصور سے نہ بدلا جاتا جو کہ "دین" کی بنیاد پر بننے والی اجتماعیت کی سو فیصد ضد ہے۔

[3] کوئی گوند بلوچ اور پنجابی کو جوڑنے والی 'مذہب' سے بڑھ کر مضبوط ہو تو المورد کے حضرات براہِ کرم ضرور اس کی نشاندہی فرمائیں؛ یہ جس بھی چیز کی نشاندہی کریں گے وہ آپ کے پنجابی کو خضدار کے بلوچ کے ساتھ جوڑنے سے پہلے امرتسر کے سکھ اور راجستھان کے ہندو کے ساتھ جوڑ کر دکھائے گی؛ اور وہ 'کہانی' مکمل ہو جائے گی جس کے لیے یو ایس سپانسرڈ چینلز اور 'امن کی آشا' کے لیے بے چین سٹوڈیوز کو المورد کے علاوہ کوئی مفتی دستیاب نہیں ہوتا!

طبعی رشتے، علاقائی رنگ، زبانوں کا تنوع (اخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ)... اور ہماری "الجماعۃ"؛ یہ ایک دوسرے کے لیے ہی تو بنے ہیں! اِس تعددِ اجناس کے بغیر "الجماعۃ" کا کیا لطف؟! یہ تو ایک عالمی کمیونٹی ہے اور روئے زمین پر "مل کر" خدا کی عبادت کرتی ہے؛ اس کو رنگوں اور زبانوں کا اختلاف کیا کہے گا؛ یہی تو اس کی خوبصورتی ہے!

طبعی رشتوں اور قدرتی جذبوں کو اسلام کس طرح اپنی آغوش فراہم کرتا ہے اور ان کو گزند پہنچانے سے کس قدر دور ہے، ہماری "الجماعۃ" کی تاریخ ان خوبصورت حقیقتوں سے لبریز ہے۔ اس پر تعلیق 12 میں کچھ بات ہو چکی۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہدایات پر والیِ فارس حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دو نئے شہر بسائے، کوفہ اور بصرہ (جس کا ذکر آگے ابن تیمیہ کے متن میں بھی آرہا ہے)، تو "مسجد" اور "دار الامارۃ" کو مرکز بنا کر ارد گرد کی ہفتگانہ تقسیم کی گئی اور ہر حصہ قبائل کے ایک ایک مجموعہ کو الاٹ کیا گیا۔ یہ دونوں شہر دراصل مجاہدین کی رہائشی چھاؤنیاں تھیں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد کہ ہر مجاہد کے چھٹی پر گھر جانے اور واپس آنے میں امت کا وقت ضائع ہوتا ہے، نیز آدمی کے گھر سے دور رہنے میں کچھ مفاسد ہیں جبکہ جہاد اس امت پر فرض ہے؛ چنانچہ کوفہ وبصرہ کی یہی قبائلی تقسیم (جو پیچھے اُن کے اپنے اپنے قبیلے یا خطے سے وابستہ تھی) آگے جہاد اور اس کی تیاری میں فائدہ دیتی تھی۔ تاریخ طبری میں ان قبیلوں کی ترتیب تک درج ہے۔ کہا جاتا ہے حضرت معاویہؓ کے دور تک کوفہ وبصرہ کی یہی تقسیم رہی۔ یہاں تک کہ زیاد نے اس سباعی تقسیم کو رباعی تقسیم میں بدل دیا جس سے اُس کا مقصد بنو امیہ کو ناپسند کچھ قبائل کو بکھیرنا تھا۔ ہر اقلیم کی وحدت اور انفرادیت کو مختلف سطحوں پر برقرار رکھنا خلافت میں ایک عمومی تسلسل کے طور پر ہمیں نظر آتا ہے۔

خلافت ایک "وسیع تر وحدت" اور ایسے "توازن" کا نام تھا جس کے اندر یہ سب "طبعی" رشتے پنپتے بھی خوب تھے البتہ 'عصبیتیں' بھی نہ بنتے تھے۔ کیوں نہ ہوتا؛ کہ یہ خدا کے دین پر قائم "الجماعۃ" تھی جو انسانی فطرت کو سب سے زیادہ سمجھتا اور سب سے زیادہ آسودہ کرتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہماری اسلامی زندگی میں 'عصبیتوں' نے کبھی سر نہیں اٹھایا، مگر ایک بڑی سطح پر اس کی مثال ایسے ہی رہی جیسے گھر میں دو بھائیوں اور ان کی اولادوں

کے مابین لڑائی چھڑ جائے اور کسی وقت مرنے مرانے تک نوبت چلی جائے مگر ''رشتوں'' کی مٹھاس پھر کسی وقت عود کر آئے! ہماری یہ خلافت سوا ہزار سال تک قائم رہی، خلافت کے کمزور پڑ جانے کے بڑے بڑے طویل عرصوں کے دوران ہماری اسلامی امارتوں (جو بالعموم خلافت سے ایک انتساب رکھتی تھیں) کا فنامنا تاریخ میں نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ یہ اسلامی امارتیں الگ الگ ''انتظامی اکائیاں'' ضرور تھیں جو اکثر اوقات 'خودمختار' بھی ہوتی تھیں، اس کے باوجود **آج کی 'نیشن سٹیٹ' کے برعکس وہ وہاں بسنے والے انسانوں کے حق میں ''تشخص''، ''وابستگی''، ''تقسیمِ بنی آدم'' اور ''شناخت'' کے کسی فلسفے پر قائم نہ تھیں۔** جہاں تک ''تشخص''، ''وابستگی''، ''تقسیمِ بنی آدم'' اور ''شناخت'' کا تعلق ہے تو – **''دار الاسلام'' اور ''دار الکفر'' کا فرق برقرار ہونے کے باعث** – اِن الگ الگ اور انتظامی طور پر خودمختار اکائیوں کے باوجود **''الجماعۃ'' کا وہ عمومی معنیٰ ہی یہاں پر برقرار تھا۔** (علاوہ اس بات کے کہ یہ امارتیں ایک مجموعی معنیٰ میں محمد ﷺ کی شریعت کے علاوہ کسی قانون سے واقف نہ تھیں)۔

البتہ نہ خلافت میں، اور نہ ان اسلامی امارتوں کے عہد میں... کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے قوموں کو بانٹا اور قبیلوں کو کاٹا ہو۔ (اِس 'ماڈرن سٹیٹ' والے فنامنا کی طرح) کبھی ہم نے کردوں کو کردوں سے کاٹا ہو اور وہ بیچارے اپنی خونی وحدت کے واسطے دے دے کر ہلکان ہوتے پھر رہے ہوں؛ (اِن کئی کئی 'ماڈرن سٹیٹس' میں بٹ کر ''کرد'' اپنی قومی پہچان کو ہمیشہ کے لیے ختم ہوتا دیکھ رہے ہوں؛ جہاں ان کے 'قومی نصاب' پڑھنے والے بچے ایک دن اپنی کرد شناخت کو مکمل طور پر بھول جائیں گے اور جو کہ کردوں کے بڑوں کو اپنی آئندہ نسلوں کے لیے کسی صورت برداشت نہیں؛ اور جو کہ یقینی طور پر ان کا حق ہے)۔ کبھی ہم نے بربروں کو بربروں سے کاٹ کر ان کو پانچ الگ الگ رنگوں کے 'پاسپورٹ' تھمائے ہوں۔ پشتون کو پشتون سے، بلوچ کو بلوچ سے، ترک کو ترک سے، بنگالی کو بنگالی سے، بہاری کو بہاری سے، عرب کو عرب اور حبشی کو حبشی سے الگ کر کے ان کے مابین 'سرحدیں' کھڑی کی ہوں۔ {فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ

فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ (محمد:22، 23) "تو کیا تم سے کچھ بعید ہے کہ تم صاحبِ اقتدار بن جاؤ تو زمین میں فساد برپا کرو اور اپنے رشتے کاٹ ڈالو؟ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے پھر انہیں بہرا اور اندھا بھی کر دیا ہے"} یہ سب کنبے، قبیلے، قومیں، برادریاں ہماری خلافت اور ہماری اسلامی امارتوں کے سائے میں پوری آزادی سے پنپتی رہی ہیں۔

"رشتوں" کو جوڑنا اِس دین کے بڑے بڑے اسباق میں آتا ہے؛ اور مسلمانوں نے ہمیشہ اس کی پابندی کی ہے۔ لوگوں کے طبعی میلانات اور قدرتی جذبات کی قدر جتنی ہمارے دین میں ہے اتنی کہیں نہیں ہے۔ علاقائی رسم و رواج (کلچرز) کو صحابہؓ اور ان کے مابعد خلفاء، امراء، فقہاء اور فاتحین نے کبھی نہیں چھیڑا (سوائے جہاں وہ شریعت ہی سے متصادم ہوں)۔

احادیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ایک یتیم انصاری بچی کی پرورش کی اور اس کی شادی کی تو نبی ﷺ نے عائشہؓ کو خود توجہ دلائی کہ یہ اوس اور خزرج ایسے مواقع پر گانا بجانا پسند کرنے والے لوگ ہیں رخصتی کے وقت تم نے دو بچیاں ساتھ کیوں نہ کر دیں جو دف پر کم از کم یہ (لوک گانا) ہی گا دیتیں "أتيناكم أتيناكم، فحيُّونا نُحَيِّيكم"۔ یعنی ایک علاقائی رواج کا اعتبار کیا۔

صحابہؓ نے آدھی دنیا فتح کی، چاہتے تو "سنت" کے نام پر (جیسا کہ آج کچھ نادان لوگ کرنے میں لگے ہیں) لوگوں کے علاقائی لباس، رواج، بولیاں، رہن سہن سب تبدیل کروا دیتے اور ان کو ایک ہی "مدینہ" کے کلچر پر لے آتے؛ مگر صحابہؓ نے ان اقوام کو اِن رنگ برنگ موسموں، کلچروں، بولیوں اور لہجوں کا خوب لطف لینے دیا اور زندگی کو کسی بوریت اور یکسانیت کی جانب ہرگز نہ دھکیلا۔ صرف ایک "عربی زبان کے حیرت انگیز پھیلاؤ" کو آپ اس قاعدہ سے مستثنیٰ کر سکتے ہیں لیکن جن لوگوں کو قرآن سے لطف لینا آتا ہے وہ گواہی دیں گے کہ اِن اقوام کو اِس لطفِ عظیم سے محروم رکھنا ایک بڑا ظلم ہوتا۔

صرف ڈیڑھ سو سال پہلے کی حالت پر نگاہ ڈال لیں؛ کہ جب 'ماڈرن سٹیٹ' نام کی یہ بلا ہمارے صحن میں نہیں اتری تھی اور ہماری خلافت اور اسلامی امارتوں کے باقیات ہی اِن خطوں کے اندر برقرار، نیز زمین کی "طبعی تقسیم" ابھی جوں کی توں تھی۔ چھوٹے چھوٹے علاقوں کی

زبانیں یہاں اپنی زرخیزی کو پوری طرح برقرار رکھے ہوئے تھیں۔ علاقائی شاعری عروج پر تھی۔ ہر نسل کے لوگ اپنی نسل سے جڑے ہوئے تھے؛ ایک خون کو 'کاٹنے'، اس کا شیرازہ بکھیرنے اور ان کے مابین 'سرحدیں' کھڑی کرنے والی کوئی غیر انسانی قوت یہاں نہ تھی۔ "انسان" روئے زمین پر آزادی سے چلتا پھرتا تھا۔ محبتیں قائم؛ مروتیں باقی تھی۔ ہر علاقے اور ہر خطے کے اتنے اتنے مختلف کھیل، اتنی اتنی مختلف دلچسپیاں، اتنی اتنی مختلف عادات، رسوم، معمولات کہ زندگی رنگوں کے تنوع سے بھری ہوئی تھی۔ یہ تھی ہماری طبعی دنیا۔

البتہ 'ماڈرن سٹیٹ' اُس خاص عالمی ایجنڈا کو روبہ عمل لانے کا ذریعہ تھی جس کے پیچھے ایک مخصوص عالمی ٹولہ ہے۔ وہ فری میسونک ٹولہ جو اسلام ہی نہیں انسانیت کے خلاف بھی صدیوں کا بغض پالے ہوئے تھا؛ (صدیوں کا دھتکارا ہوا یہودی دماغ) جو اپنی منافقت کا پردہ اتار دے تو "انسان" کو ہنستا برداشت نہ کر سکے۔ یہاں؛ نسلی رشتوں اور طبعی وحدتوں کو جس کند چھری سے ذبح کیا گیا آج وہ سب کے سامنے ہے؛ اور میرا خیال ہے "سو سال" اپنے نتائج دکھانے کو خردمندوں کے لیے بہت کافی ہے! "دین" تو خیر بہت عظیم شےء ہے اور اس سے بڑھ کر "شناخت" تو بھلا کیا ہو سکتی ہے، لیکن اِس ماڈرن درندے نے تو "انسان" کی کوئی بھی شناخت باقی نہ رہنے دی۔ دین کے بعد کوئی شناخت ہو سکتی ہے تو وہ لوگوں کے انساب اور قبائل اور شعوب (شاخیں) ہیں۔ ان کو بھی پوری بے رحمی کے ساتھ کچل ڈالا گیا۔ ایک ایک قبیلے اور ایک ایک طبعی قوم کو کئی کئی 'ماڈرن' ڈربوں میں ڈال دیا گیا اور آئے روز اِن 'ڈربوں' میں ردوبدل ہوتا رہا۔ انسان کی پہچان کے لیے کیا بچا؟ اس کا وہ ڈربہ! اب اِس ڈربے کا حال دیکھ لیجئے: "دین" تو ایک عظیم چیز ہے اس کو بدلنے کا تو خیر کیا سوال۔ قوم (طبعی معنیٰ کی قوم)، قبیلہ اور نسب کبھی بدلا ہی نہیں جاسکتا (نبی ﷺ نے نسب بدلنے والے پر لعنت فرمائی ہے؛ "اَنساب" کا تحفظ کرنے میں اسلام نے حد کر دی ہے)۔ البتہ 'ڈربہ' ایک لمحے میں بدلا جاسکتا ہے! کیا اس کو "شناخت" کہیں گے جو انسان کے شایانِ شان ہو؟ اندازہ تو کیجئے: کسی بند کمرے میں دو مشتبہ کرداروں (two culprits بھٹو اور مجیب) کے دستخط ایک لمحے کے اندر کروڑوں انسانوں کی "شناخت" بدل دیں؟! ایسی ناپائیدار اور ناقابلِ بھروسہ چیز:

جو کسی ظالم کی ایک جنبشِ قلم کی مار ہو؟؟؟ جس کو کوئی بھی عالمی مافیا چند سالوں کی محنت سے راکھ کی طرح اڑا دے؟؟؟ جس کو کسی سے جوڑنے اور کسی سے توڑنے کے لیے آئے روز 'پلان' بنتے پھریں؟؟؟ "شناخت" کے طور پر یہودی نے ہم سے ہمارا "دین" چھڑوا دیا (کہ بھلا یہ بھی کوئی پہچان ہوتی ہے؟!) "خون" اور "نسل" کو تتر بتر کر دیا۔ اور ایسی ایک پہچان دے دی جس کا پیپر کرنسی کی طرح کوئی اعتبار نہیں؛ لمحوں میں یہ کہیں سے کہیں چلی جائے! اور اِن ہر دو کے 'فیصلے' کہیں اور ہوں!

رہ گئی زبانیں اور کلچر... تو ہر شخص جانتا ہے اکثر علاقائی زبانیں آج موت و حیات کی کشمکش سے دوچار ہیں؛ بلکہ علاقائی ہی نہیں اِس مُفسد فی الارض کے ہاتھوں یہاں کی قومی زبانیں ناپید ہونے لگیں اور اُس اصل "جماعۃ" (global community) کی زبان ہی یہاں ہر طرف چھانے لگی جو در حقیقت اس پیکیج کی روحِ رواں ہے! جیسا کہ ہم نے کہا 'ماڈرن سٹیٹ' دراصل ایک خاص کلچر کی نمائندہ تھی؛ یہ خود کچھ نہیں اصل میں تو یہ زمین میں کسی اور 'جماعۃ' کی تشکیل کرنے کے لیے ہے۔ اس تہذیب کا سب سے بڑا ہتھیار البتہ منافقت ہے؛ یعنی دکھانا کچھ اور کرنا کچھ اور (hidden agenda)! کیونکہ اس میں مسلم فاتحین والی وہ جرأت اور صاف گوئی مفقود ہے۔ یہ وہ ملت ہے جو ریڈ انڈینز کو کچل دینے کے بعد ہر سال ان کو 'مرغِ رومی' (turkey) کا تحفہ دیتی ہے! خاندان کو ریزہ ریزہ کر دینے کے بعد 'مدر ڈے' اور 'فادر ڈے' کا انعقاد کرواتی ہے! اپنے بھاری بھرکم ابلاغی و تعلیمی امکانات کو کام میں لاتے ہوئے علاقائی رہن سہن اور رسم و رواج کو تہس نہس کر دینے کے بعد 'لوک کلچرز' کے اجڑ جانے کے بین کرتی ہے۔ انساب، قبائل اور اقوام کو ملیامیٹ کر دینے کے بعد لوگوں کو "خلافت" سے ڈراتی ہے کہ اگر یہ قائم ہو گئی تو لوگوں کی "علاقائی شناخت" کا کیا بنے گا! اپنی دیوہیکل ملٹی نیشنلز کھڑی کر دینے کے بعد 'آزادانہ تجارت' اور 'فری اکانومی' کے راگ الاپتی ہے! واقفانِ حال آپ کو بتائیں گے کہ اِس وقت جتنی 'نیشن سٹیٹس' دنیا میں ہیں سب کے 'کانسٹی ٹیوشن' قریب قریب ایک دوسرے کا چربہ ہیں۔ یعنی شروع میں ایک ہی دستاویز تیار ہوئی تھی اور پھر تھوڑے ردوبدل کے ساتھ آگے ہر جگہ اُسی کی نقل ہوتی چلی گئی۔ معیشتیں ایک دوسرے کی نقل۔

سیاسی نظام ایک دوسرے کا چربہ۔ تعلیمی نظام ایک دوسرے کی مکھی پر مکھی۔ میڈیا ایک سے کورَس۔ غرض قوموں کی قومیں ایک سی ڈرِل کررہی ہیں۔ انسانی تنوع کو یہاں پوری بے دردی سے قتل کیا جارہا ہے۔

”شناخت“ ہی ختم ہوگئی تو پھر باقی کیا رہنا تھا؟ اب ایک ایک چیز پر بین کرنے کا فائدہ؟ اِس درندے کے ہاتھوں لوگوں کے علاقائی کھیل تک ختم ہوگئے؛ آپ کا ہر بچہ اب کرکٹ کا بیٹ پکڑے نظر آئے گا؛ 'اپنی آبائی چیزوں' کے اب اِس کو 'درس' ہی دیے جاسکتے ہیں یا اس پر آہیں ہی بھری جاسکتی ہیں؛ ”دین“ نہیں بچا تو باقی کیا بچے گا؟! ہر ہر معنےٰ میں آپ اِس کے ہاتھوں موت پائیں گے۔ ”اچکن“ پہنے ہوئے بازاروں میں چلتا پھرتا آدمی آج قریب آپ کو مسخرہ لگے گا! یہ اُس لباس کا حال ہے جو پورے برعظیم کا معززترین لباس تھا! رہ گئے علاقائی لباس، تو وہ صرف لوک میلوں اور نمائشوں میں دیکھنے کی چیز ہوگئے۔ یعنی ایک سو سال کے اندر اندر، آپ کے دیکھتے دیکھتے، آپ کی ثقافت کو انہوں نے میوزیم میں چن دیا۔ اپنی سو سال پرانی وضع قطع کے لحاظ سے آج آپ ایک عجائب گھر ہیں؛ اپنے آپ کو وہاں ڈھونڈیے۔ یہاں تک کہ کھانے پینے میں آپ کے ذوق بدل دیے۔ آپ کے بچوں کا من پسند مشروب آج 'کوک' اور 'پیپسی' اور من پسند کھانا 'پزاہٹ' اور 'میکڈانلڈ' میں پایا جاتا ہے! آپ کی کوئی ایک چیز بچی ہو تو بتائیے! اِس کو کہیں گے فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَقَامَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ ”بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے جا کھڑا ہوا“!

ہماری ”جماعۃ المسلمین“ اور اُن کی 'یو این کمیونٹی' کے مابین کیا کوئی موازنہ ہے؟!

ہمارا ایک گزشتہ مضمون پمفلٹ کی صورت میں دستیاب:

فتنہ ھیومن ازم

Rs15، ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

مطبوعات ایقاظ